© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

محرم الحرام کے آغاز میں ایک خاص منصوبہ بندی، سیاسی تحریکات اور گروہی تعصب اور غیر ملکی مفادات کے تحفظ کے پس منظر میں ملک کے مختلف مقامات پر جو فسادات ہوئے اہل سنت والجماعت پر تشدد ہوا، نہتے اور بے گناہ مسلمانوں پر لاٹھی چارج، آنسو گیس کے مسلسل گولوں سے معصوم بچوں کو تڑپا دیا گیا، مساجد کی بے حرمتی کیگئی، پردہ دار اور باحیا خواتین کی پردہ دری کیگئی، انتظامیہ یہ سارا کھیل کھیلتی رہی مگر انصاف کے دروازے پر جوں تک نہیں رینگی، شاید ہی کوئی مسلمان ہو جو محرم کے تازہ واقعات بعض مقامات پر انتظامیہ کے ظالمانہ کردار، سراسر جانبدارانہ طرز عمل پر خون کے آنسو نہ رویا ہو، حکومتی مصالح قواعد وضوابط اور قیود و حدود اگرچہ اکثریتی طبقہ اہل سنت اور ان کے ترجمانوں کو آہ کرنے کی اجازت نہیں دے رہے مگر مدیر الحق مولانا سمیع الحق نے کسی نہ کسی طرح ایک تحریک استحقاق کی آڑ لیکر سینٹ کے پہلے دن کروڑوں سواد اعظم اہل سنت والجماعت کی آواز، انصاف کی سب سے بڑی پارلیمانی عدالت ایوان بالا سینٹ میں ملک کے ارباب بسط وکشاد تک پہنچاتے ہوئے انصاف کی درخواست کی، ممبران پارلیمنٹ کو احساس ذمہ داری یاد دلایا گیا، ارباب اقتدار کو جھنجھوڑا، ایوان میں مظلوموں کی ترجمانی کی، عظمت و ناموس صحابہؓ کا دفاع اور اہل اسلام کے مساجد کے حرمت و تقدس کا علم بلند کیا جو ارباب اختیار پر گویا اتمام حجت ہے۔ اسکی رپورٹنگ جیسا کہ چاہیئے تھا پریس میں نہ آسکی تاہم یہاں ذیل میں ۱۸ ستمبر کے سینٹ سکرٹریٹ کی رپورٹنگ کے حوالہ سے ایوان بالا (سینٹ) میں اس زیر بحث مسئلہ کے چند قابل اشاعت حصے پیش خدمت ہیں:۔

مولانا سمیع الحق | جناب چیئرمین! اگرچہ میری دو تحریک استحقاق ہیں۔ ایک تو مساجد کی بے حرمتی کے متعلق ہے اور دوسری شریعت بل کے بارے میں ٹیلیویژن سے مخالفانہ پروپیگنڈہ کے بارے میں۔ اگر ضابطہ کے مطابق آج صرف ایک پیش کرنیکی اجازت ہے تو میں پہلے تحریک کو ترجیح دونگا۔ اس سلسلہ میں، میں نے جناب اقبال احمد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خان وزیر قانون سے بات چیت کی تھی انہوں نے بھی کہا تھا کہ پیش کرنے میں رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اس کے بعد مولانا سمیع الحق نے تحریک التواء پیش کرتے ہوئے فرمایا :۔

تحریک استحقاق میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان میں میرے استحقاق سے متعلق اس مسئلہ کو زیر غور لایا جائے۔ جناب چیئرمین ! پچھلے ایک ہفتہ میں ملک کے مختلف مقامات پر مقامی انتظامیہ نے بعض ایسے اقدامات کئے جس سے مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات، مساجد (جو خدا کے گھر اور مسلمانوں کے آخری پناہگاہ ہیں) کی انتہائی بے دردی سے بے حرمتی کیگئی اور خانہ خدا کے عظمت و تقدس کو پاش پاش کر دیا گیا اور وہاں موجود نمازیوں کو عبادت کرنے سے محروم کر دیا گیا، چکوال میں وہاں کی جامع مسجد مدنی میں پولیس نے قریب کے سکول کی چھت پر سے مسجد کے اندر اندھا دھند آنسو گیس کے گولے پھینکے، جس کے بعد مسجد میں موجود لوگوں کو بسوں اور گاڑیوں میں بھر کر نامعلوم مقام پر پہنچا دیا گیا، فجر کی اذان اور نماز مسجد میں نہ ہو سکی، اسی طرح لیہ، تلہ گنگ، جہلم اور دینہ کی مساجد کی بے حرمتی ہوئی اور کئی مساجد تین دن سے سیل کر دیگئی ہیں، جہاں نہ نماز ہو سکی نہ اذان، ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا۔

جناب چیئرمین ! ایک اسلامی مملکت میں جیسے بھی اور جتنے بھی نازک حالات کیوں نہ ہوں، مساجد کی حرمت میں دخل اندازی، مساجد کو عبادت کے لئے بند کرنا اور نمازیوں کو وہاں جمع ہونے سے روکنا، اسلامی احکام سے صریحاً انحراف ہے، مساجد سے متعلق ان اقدامات سے ملک کے کروڑوں مسلمانوں کے اور خود میرے جذبات و احساسات شدید مجروح ہوئے ہیں، اس لئے استحقاق کے اس مسئلہ کو ایوان میں زیر غور لایا جائے

مولانا کی اس پُر درد اور کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کے ترجمانی پر مبنی تحریک استحقاق پر شاید ہی کوئی پتھر دل انسان ہوگا جس کے جذبات میں ہمدردی کی انگیخت نہ ہوئی ہو۔ سینٹ کے قائمقام چیئرمین جناب ملک محمد علی صاحب نے مولانا کی تحریک استحقاق پر وزیر انصاف جناب اقبال احمد خان کو اظہار خیال کی دعوت دی مگر حیرت ہوئی کہ ان کی تقریر سے پہلے بغیر کسی ضابطہ کے جناب سردار خضر حیات خان بیٹھے بیٹھے بول پڑے اور ایک بے بنیاد الزام داغ دیا کہ " چکوال کی مساجد میں کوئی بے حرمتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں کیگئی بلکہ وہاں سے ان لوگوں کو نکالا گیا جو اسلحہ رکھے ہوئے تھے اور وہ مسجد سے لوگوں کو قتل کرنا چاہتے تھے، مسجد ایک منٹ کیلئے بند نہیں کیگئی۔

اخبارات کی اطلاع تو پوری قوم کے سامنے ہے، واقعات اور حقائق کیسے اور کب چھپائے جاسکتے ہیں، مدنی مسجد میں وہاں قرآن کے اساتذہ، دارالحفظ کے بیگناہ طالب علم اور ان کی نگرانی اور انتظامی امور کے چند خادم ـــ یہی وہ افراد تھے جن کو جناب سردار خضر حیات نے مسلح اور قاتل قرار دیکر صداقت کا منہ چڑھایا۔

جناب مولانا سمیع الحق نے اس موقعہ پر بھی جذباتی اور انتقامی بات کی بجائے اصولی اور قانونی موقف اختیار کرتے ہوئے جناب چیئرمین اور وزیر قانون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

جناب والا! کیا اس تحریک کا جواب دینا کسی ممبر کا کام ہے؟ جب ابھی ایک چیز کا جو فیصلہ نہیں ہوپاتا کہ یہ باضابطہ ہے یا غلط، اس وقت تک کیا آپ ایک ممبر کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اس انداز میں کسی معاملے کی تردید کرے یا یہ غلط ٹھہرائے اور مجھے ثبوت کے لئے کہے کہ میں ثبوت پیش کروں۔

وزیر عدل جناب اقبال احمد خان نے مولانا سمیع الحق کی اس تحریک کو دوسرا رخ دینا چاہا، وہ اسے فرقہ واریت سے حل کرکے ڈائنامیٹ کرنا چاہتے تھے، وہ فرقہ واریت کی لایعنی بحث چھیڑ کر بے حرمتی مساجد کے شرمناک کردار پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے، ان کے انداز گفتگو سے عدل وانصاف کم اور انتظامیہ کی صفائی زیادہ ٹپکتی تھی، چنانچہ محرک استحقاق مولانا سمیع الحق نے پوائنٹ آف آرڈر پر فوراً کھڑے ہوکر پارلیمنٹ کے ایوان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

جناب والا! میں نہایت ادب واحترام سے عرض کرونگا کہ میں خود ان جذبات سے متفق ہوں، میں نہیں چاہتا کہ ہم اتنی تفصیلات میں چلے جائیں، یہاں عقیدوں کی فرقوں کی کوئی بات مناسب نہیں ہے، اس حساس ترین موضوع پر میں صرف اس نکتے پر زور دیتا ہوں کہ مساجد پر پولیس نے یلغار کی، یہ میں نے نہیں کہا کہ کس نقطہ نظر سے، اگر اقبال احمد خان اتنی تفصیلات میں جائیں گے تو وہ مناسب نہیں ہوگا، پھر میں بھی ضرور تقریر کرونگا، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ انتظامیہ کو امن کے قیام کے سلسلہ میں اتنا محتاط رہنا چاہیئے تھا کہ کم از کم مساجد کی بے حرمتی تو نہ ہوتی، تین تین مساجد سیل رہیں ان کی تفصیلات آرہی ہیں، اخبارات بھرے ہوئے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان میں اذان نہیں ہوئی ـــ اس مرحلہ پر صرف میں اس پوائنٹ پہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی حالات ہیں، فرقے موجود ہیں اور ہمیشہ ہونگے لیکن عبادت گاہوں کا تقدس ـ وہ تو کبھی انگریز کے زمانے میں بھی اس قدر بیہودگی سے مجروح نہیں ہوا کہ مسجد میں پولیس نے گھس کر اور گولے پھینک کر نمازیوں کو نکالا۔ سردار خضر حیات کے خلاف وافر الزام کا جواب دیتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے فرمایا

جناب والا! ممبر قومی اسمبلی جنرل مجید ملک اور وہاں کے اسمبلی کے ممبران نے خود تردید کر دی ہے کہ وہاں کسی کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔ سردار خضر حیات کے پاس سوائے ایک بڑکے اور کیا تھا، وہ کیا ثبوت پیش کر سکتے تھے۔ آخر مسجد میں ۱۲، ۱۳ سال کے بچے، قرآن کے حافظ، اسلحہ اور قتل کے عزائم ان پر چسپاں کرنا، کہاں کی انصاف پسندی ہے؟ بالاخر سینٹ کے چیئرمین کو کہنا پڑا کہ

سردار صاحب! آپ نے جو کچھ کہنا ہے تو پوائنٹ آف آرڈر پر کہیں ـــ اقبال احمد خان، جو ہر مرحلہ پر حکومت کے وکیل اور انتظامیہ کے تحفظ کی ادھار کھائے ہوئے ہیں، اس تحریک استحقاق کے ساتھ اپنے مخصوص لب اور زہر آلود شیریں گفتاری سے وہی معاملہ کرنا چاہتے تھے جو وہ روز اول سے شریعت بل کے ساتھ کر رہے ہیں، چنانچہ مولانا سمیع الحق کے جواب میں کہنے لگے کہ

"میں بد قسمتی سے مجبور ہوں۔ یہ کہہ دینے پر کہ اس تحریک کا تعلق صوبائی مسئلہ سے ہے اور یہ سراسر صوبائی مسئلہ ہے۔ یہ رول ۵۹ (۲) اور ۳ کے تحت اِن ایڈمسِ ایبل INADMISSIBLE ہے اور اسکو رول آف آرڈر قرار دیا جائے۔

مولانا سمیع الحق نے وزیر موصوف کی موقعہ پر تردید کی اور قانونی دفعات کا سہارا لینے کے بجائے واقعاتی حقائق اور سچے واقعات پر توجہ دلائی اور توہین مساجد کو صرف صوبائی معاملہ قرار دینے سے اختلاف کرتے ہوئے اسے وفاقی اور آفاقی مسئلہ قرار دیا، چنانچہ ایوان سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے فرمایا:۔

محترم جناب! میرا الزام انتظامیہ پر ہے خواہ وہ شیعہ ہے یا سنی ہے کوئی قید نہیں انتظامیہ نے جارحانہ انداز میں، مساجد پر جو یلغار کی اور وہاں گھسے اور مسجدوں کو بند کرایا، اس پر میرا اعتراض ہے۔ یہ مسئلہ میرے نزدیک صوبائی نہیں ہے اور نہ یہ وفاقی ہے بلکہ یہ آفاقی ہے، یہ پورے مسلمانوں کے جذبات کا اور عقیدے کا مسئلہ ہے، مساجد کا تقدس برقرار رکھا جائے اس کے بارے میں پورے عالم اسلام کے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں، اگر کسی ایک مسجد کی توہین ہو اس کو اتنا معمولی نہ سمجھیں۔ آپ مجھے تسلی دیں کہ انتظامیہ نے واقعی زیادتی کی ہے، عبادت

© rasailojaraid.com